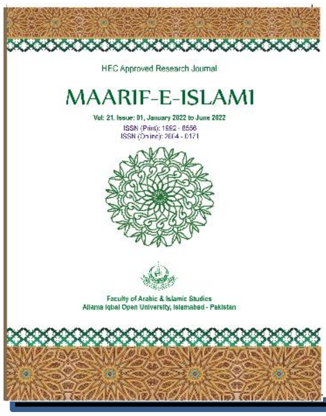

Ma'ārif-e-Islāmī
eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Stud
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Journal Website: https://mei.aiou.edu.pk/

Vol.21 Issue: 01 (January – June 2022)
Date of Publication: 20 July 2022
HEC Category (July 2021-2022): Y

https://mei.aiou.edu.

Article	کتاب الام کا منہج،اسلوب اور خصائص ایک تحقیقی مطالعہ
Authors & Affiliations	**1. Muhammad Amaar Hasan Khan** *M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargoda, Sub Campus, Bhakkar* **2. Dr. Manzoor Ahmad** *Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Khyber Pakhtunkhaw*
Article Link	https://mei.aiou.edu.pk/?p=1732
Citation	Muhammad Ammar Hasan Khan and Dr. Manzoor Ahmad, 2022. کتاب الام کا منہج، اسلوب اور خصائص ایک تحقیقی مطالعہ. [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: <https://iri.aiou.edu.pk/?p=74722> [Accessed 29 July 2022].
Copyright Information	2022 ©کتاب الام کا منہج، اسلوب اور خصائص ایک تحقیقی مطالعہ by Muhammad Ammar Hasan Khan and Dr. Manzoor Ahman is licensed under Attribution-ShareAlike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan

Indexing & Abstracting Agencies

Tehqiqat	IRI	Asian Indexing	ResearchBib	HJRS

کتاب الام کا منہج، اسلوب اور خصائص: ایک تحقیقی مطالعہ

A Research study on the Methodology and characteristics of Kitaab Al-Umm

Received:
26-10-2021
Accepted:
10-02-2022
Published:
20-07-2022

محمد عمار حسن خان
ایم فل اسلامیات، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سب کیمپس بھکر۔
ڈاکٹر منظور احمد
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان۔

Abstract:

Man is astonished to see how Allah has arranged to save Islam and its teachings. It is a miracle that a child memorizes the whole Quran without any mistake. In the same way Allah produced such personalities with remarkable memory for the preservation of Hadith, memorized millions of Hadith. Then, knowledge related the preservation of Quran & Hadith, Ilm-Asual-Deen, Asul-Fiqah, Ilm-e-Fiqah established a department of knowledge. People adopted it as a hobby to serve the mankind and considered it as a blessing for eternity to propagate it. By dint of hard work and research, they performed the labor of preservation of Quran and Hadith and its associated knowledge.

Imam Shafi is among those who derived the solutions of the problems from Quran & Hadith, presented it before the Muslim Ummah and guided them. Imam Shafi arranged these commandments in the form of "Khitab-ul-Umm". It has gained prominent place in the views of "Fukhah and Muhaddisin". Guidance from Quran and Hadith is its main feature. All the solutions of the problems are derived from Quran & Hadith. It is a book of Hadith as well as Book of Fiqah. A person who wants to learn and research must study this book. Ullamah praised this book very much

Keywords: Kitaab Al-Umm, Fiqh, Shafi, Methodology, characteristics

دین اسلام اور اس کے سرچشموں کی حفاظت کے لیے حق تعالیٰ شانہ نے قدرت کے ایسے انتظامات فرمائے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ چھوٹے سے بچے کا قرآن کا حفظ کر لینا، اور کسی غلطی کی بھی گنجائش نہ ہونا، یہ ایک معجزہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک کی حفاظت کے لئے ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا، جن کو غضب کا حافظہ عطا کیا گیا۔ جنہوں نے لاکھوں احادیث کو حفظ کیا۔ پھر قرآن و حدیث کی حفاظت سے متعلقہ دیگر علوم: علم اصول حدیث، اصول فقہ، علم فقہ وغیرہ، کی صورت میں ایک ایسا وسیع علمی باب کھولا کہ جس کی خدمت کو لوگوں نے مشغلہ بنالیا اور اس کی ترویج واشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے کو سعادت دارین سمجھا اور اپنی محنت اور جدوجہد سے قرآن وحدیث سے متعلقہ علوم کی تدوین و حفاظت کا کام سرانجام دیا۔

امام شافعیؒ [1] بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کر کے اس کے سامنے پیش کیا۔ امام شافعیؒ نے انہی احکامات کو کتاب الام میں فقہی صورت میں پیش کیا۔ امام شافعیؒ نے بھی کتاب الام کو فقہی [2] صورت میں مدون کیا۔ جب سے اس کو لکھا گیا اس دن سے لے کر آج تک فقہاء اور محققین کے ہاں اس کو ایک نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کو پیش کیا گیا ہے اور عموماً ہر حکم اور مسئلہ کے استنباط کے لیے قرآن وحدیث کو پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ فقہ کے ساتھ ساتھ حدیث کی کتاب بھی ہے۔ ہر وہ شخص جو فقہ کے جاننے کا خواہش مند ہو اور فقہ پر کسی پہلو سے تحقیق کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے کتاب الام کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کتاب کی اہمیت، مقام اور مرتبے کو سمجھتے ہوئے علما نے اس کی بہت تعریف کی ہے

کتاب الاُم کا تعارفی جائزہ:

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی تمام تصانیف ہی بہت اہم ہیں۔ کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا وہ بہت کچھ بلکہ یوں کہا جائے تو بھی مبالغہ نہ ہو گا کہ سب کچھ حاصل کرنے، پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے بعد لکھا۔ لہٰذا فقہ اور اصول فقہ کا پڑھنے والا بھی جب تک امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی آراء وافکار سے آشنا نہ ہو گا وہ اس موضوع پر تشنگی محسوس کرے گا۔ جس طریقے سے ان کی اصول فقہ پر بنیادی کتاب الرسالۃ ہے۔ تو ان کی فقہ کا نچوڑ اور بنیاد "الام" کتاب ہے۔ اس سے بے تعلق رہتے ہوئے کوئی بھی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے فقہ خصوصاً فقہ شافعی رحمہ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتاب فقہ شافعی کی امہات الکتب [3] میں شمار ہوتی ہے اور یعنی وہ بنیادی اولین کتب جن پر کسی مکتب فکر کا دارومدار ہو۔ بعد میں فقہ شافعی رحمہ اللہ علیہ پر جو کچھ لکھا گیا اسی کو اساس وبنیاد بنایا گیا۔

کتاب الام کے اجزاء:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کتاب الاُم کی کتب کی تعداد ۱۴۵ بیان کی ہے اور اس سے پہلے کتاب الاُم کے اجزاء شمار کیے ہیں۔ اِس میں سب سے پہلے الطہارات پھر الصلوات اور اس کے اندر جمعہ، صلوۃ الخوف، عیدین، الکسوف، الاستسقاء، التطوع، حکم تارک الصلاۃ، الجنائز شامل ہیں۔ دوسری کتب کے اجزاء درج ذیل ہیں جس میں الزکوۃ، الصدقات، الصیام، الاعتکا

ف،المناسک،البیوع،سائر المعاملات،الوصایا،الفرائض،احیاء الموات،الودیعۃ،اللقطہ واللقیط،ا لنکاح،الجنایات، قتال،الجہاد، الطعام،الشراب،الضحایا،الصید والذبائح،القضا بالیمین والشاہد،الدعویٰ والبینات،الاقضیۃ،الایمان،الشروط۔یہ تمام اجزاء کتاب الاُ م میں ہیں جن کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے۔[4]

اسلامی روایات میں یہ بات شامل رہی ہے کہ اُستاد کی ایک یا متعدد تالیفات کے مختلف متون،ان کے شاگردوں کی روایات پر مبنی ہوتے تھے۔وجہ یہ تھی کہ اُستاد کی تدریس میں کتاب کی قرآت ہوتی تھی اور شاگرد اُس کی کتابت کرتے تھے۔ اِسی طرح اگر اُستاد پڑھتا تو شاگرد اُس کو لکھا کرتے تھے یا ایک شاگرد پڑھتا اور باقی اُس کو لکھا اور سنا کرتے تھے۔اِسی طرح کئی رو ایات معرض وجود میں آجاتی تھیں اور ان کے متون اور ترتیب میں اختلاف بھی ہوتا تھا۔پھر اُستاد اِن سب متون کو جمع کرکے اُ ن میں کانٹ چھانٹ کرکے اُن کو ترتیب دے دیتا تھا۔

بعض اہل علم نے بغیر غور و فکر کے یہ بات کہہ دی کہ امام بویطی نے جو متن کتاب الاُم کا تیار کیا تھا اُس کو امام ربیعؒ نے اپنے نام سے شائع کردیا[5] اور اس سے ایک بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ کتاب الاُم حضرت امام شافعیؒ کی تالیف ہی نہیں ہے بلکہ وہ امام بویطیؒ کی تالیف ہے یا امام ربیعؒ کی۔

شیخ ابو زہرہ نے اپنی کتاب الشافعی...... میں اِس بات کی تصریح کی ہے کہ کتاب الاُم حضرت امام شافعیؒ کی تالیف ہے۔یہ اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ امام کی مختلف شاگردوں کی روایات کی حقیقت سے غافل ہیں۔امام شافعیؒ کی تصنیف اور قرآت کے خاص طریقہ کو نظر انداز کردینا اور علمی روایات کو نظر انداز کرنے سے بھی یہ خبر شہرت پاگئی۔اِس کو رد کرنے کے کئی دلائل موجود ہیں۔[6]

اِمام شافعیؒ کا طریقہ تصنیف:

امام شافعیؒ کا تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔طویل کتابوں کے بعض اجزاء وہ اپنے شاگردوں سے لکھواتے تھے۔خاص طور پر امام ربیعؒ اور امام بویطیؒ۔ قیام بغداد کے دوران (۱۹۸ھ-۱۹۵ھ) اِن کی اولین کتابیں یہاں تصنیف ہوئی تھیں اور اس کا بھی امکان موجود ہے کہ بعض کتب اُنہوں نے مکہ کے قیام کے دوران لکھی تھیں لیکن حضر ت امام شافعیؒ نے اپنے آخری قیام مصر میں متعدد کتابیں تصنیف کیں اور بعض کو دوبارہ بھی لکھا۔جیسا کہ شیخ ابو زہرہؒ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امام شافعیؒ اپنی نئی کتابوں کی تالیف کے وقت اپنی قدیم کتابوں کا سامنے رکھتے تھے۔جہاں کہیں تبدیلی کرنی ہو تی تو وہاں اُس کو تبدیل کردیتے اور سابق قول کو حذف کردیتے۔[7]

کتاب الاُم کی تصنیف

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام ربیعؒ کی روایت نقل کی ہے کہ امام شافعیؒ نے مصر میں چار سال قیام کیا اور تین ہزار صفحے لکھوائے اور کتاب الاُم دو ہزار صفحات پر مشتمل تھی۔اِس کے علاوہ اور بھی بہت ساری کتابیں اِن چار سالوں میں تصنیف کرائیں تو اِس سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ امام شافعیؒ نے کتاب الاُم کو پہلے مصر کے قیام میں تصنیف کروایا لیکن شیخ ابو زہرہؒ

نے اِس بات کی تصحیح کی ہے کہ کتاب الاُم مصر ہی میں تکمیل کو پہنچی یعنی کتاب الاُم کی تصنیف تو بغداد کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھی اور تکمیل مصر کے میں زمانہ ہوئی تھی۔ کتاب الاُم کی تالیف میں امام شافعیؒ نے دو طریقے اختیار کیے ہوئے تھے۔ ایک یہ کہ اُنہوں نے اکثر حصہ خود لکھا اور دوسرا یہ کہ کچھ اجزاء اپنے شاگردوں سے املاء کروائے۔ شیخ ابوزہرہؒ نے کئی اجزاء کی نشاندہی کی ہے جیسے وکالہ، حبس، نکاح، اقرار کے ابواب وغیرہ میں امام ربیعؒ نے صراحت کی ہے کہ ان کو امام شافعیؒ نے ہم سے املاء کروایا تھا۔[8]

امام شافعیؒ کے طریقہ تصنیف کے بارے میں امام حرملہؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کتاب تصنیف کرتے وقت دوسری کتابوں سے بھی مدد لیتے تھے تاکہ اُن کو معلوم ہو سکے کہ موضوع کے متعلق احادیث اور آثار کیا ہیں؟ پھر وہ ان کو اچھی طرح پرکھتے اور جب مطمئن ہو جاتے تو پھر ان سے استفادہ بھی کرتے۔ اُنہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ امام شافعیؒ اپنے ساتھ حجاز سے کتب ابن عیینہ بھی لائے تھے۔ جب وہ لکھ چکے ہوتے تھے تو ابن ہرم اِس کی نقل شروع کر دیتے اور بویطی اِنہیں امام شافعیؒ کا لکھا ہوا سناتے اور تمام شاگرد ابن ہرم کا لکھا ہوا سنتے رہتے تھے۔ اِس کے بعد پھر وہ اس کو لکھ لیتے تھے۔ اِس میں امام ربیعؒ بھی شامل ہوتے تھے۔[9]

کتاب الاُم کی متعدد روایات

امام حرملہؒ کے اِس بیان سے اور دوسرے اہل علم کے بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام شافعیؒ کی روایات کے مؤلف اِن کے شاگرد ہوتے تھے اور امام ربیعؒ کتابت میں اِن کے بڑے ہوتے تھے اور یہ خیال کر لینا کہ امام ربیع ہی سے کتاب الاُم ہم تک پہنچی ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان میں امام بویطیؒ کا ایک متن بھی تھا جس کو امام ربیعؒ نے اپنی کتاب کو تدوین کرتے وقت استعمال بھی کیا۔ اِنہوں نے کتاب الاُم کی داخلی شہادتوں کی بناء پر ابی الجارود کا متن بھی استعمال کیا تھا اور ان سے استفادہ بھی کیا تھا اور اِسی طرح امام بلقینیؒ کے متن کا امام ربیعؒ کے متن سے بھی ذکر ملتا ہے تو یہ ساری روایات مطبوعہ متن کے بارے میں ہیں۔[10]

بہر حال امام ربیعؒ نے اِس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ جہاں اُن کو کوئی حصہ امام شافعیؒ کی طرف سے نہ ملا ہو تو وہ اُس کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اِن کو بویطی سے سنا اور میں اِس کو کلام شافعی بھی سمجھتا ہوں جیسا کہ وہ باب "القول فی الرکوع" میں امام بویطیؒ کی خبر کا حوالہ دیتے ہیں۔"

اخبرنا الربیع قال: اخبرنا البویطی قال: اخبر الشافعی .....[11]

کتاب الاُم کا تحلیلی جائزہ کرنے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض مباحث اور ابواب میں تقرار بھی پایا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الاُم کے بعض ابواب کی ترتیب بھی مختلف ہے اور ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ کتاب الاُم کے مطبوعہ نسخہ میں کئی چھوٹے بڑے رسالے بھی متن اور حاشیہ میں داخل کر دیئے گئے ہیں جیسے الغزالی، ابن الصباغ وغیرہ۔[12]

کتاب الاُم کا منہج

کتاب الاُم اور امام شافعیؒ کا منہج اور امتیاز

کتاب الاُم کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کتاب الاُم کو فقہ کی کتاب کے ساتھ ساتھ اُصولِ فقہ کی کتاب بھی مانا جاتا ہے کیونکہ اِس میں امام شافعیؒ نے فروعی احکام کو اُصولی احکام کے برابر مدلل طور پر بیان کیا ہے اِن کی اُصول فقہ کی کتاب "الرسالہ" صرف اُصولی بحث کرتی ہے جب کہ کتاب الاُم اِن تمام مسائل میں فروعی اور اُصولی گفتگو کرتی ہے اور اس میں فقہ کے تمام ابواب شامل ہیں جو کہ اُصولی و فروعی احکام پر مبنی ہیں اِس کے علاوہ امام شافعیؒ کی کتاب االاُم کا عنوان بھی بہت معنی رکھتا ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ کتاب الاُم قرآنی اصطلاح کا دوسرا روپ ہے۔

کتاب الاُم کے نام کا انتخاب امام شافعیؒ نے بڑی سوچ کے ساتھ کیا تھا کیونکہ وہ اس میں اپنے تمام علوم سمونا چاہتے تھے اور حقیقت میں کتاب الاُم اِن تمام علوم کا جن کا تعلق اُصولی و فروعی احکام سے ہے کا استنباط اور استدلال ہی نہیں بلکہ پوری فقہ شافعی کی آئینہ ہے بلکہ امام شافعیؒ کی تمام کتب کی بھی امین ہے اور اس کے علاوہ امام شافعیؒ کی زیادہ تر تالیفات اِسی کے اندر شامل ہیں جیسا کہ ما قبل میں گزر چکا ہے۔اِسی طرح کتاب الاُم کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ امام شافعیؒ کے بیشتر علماء اور فقہاء کے علوم بھی اِس میں شامل ہیں اور شافعی طریقہ تالیف کے بارے میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ کتاب کو لکھتے وقت باقی کتب کو سامنے رکھتے تھے اور ان سے بھی استفادہ حاصل کرتے تھے اور امام شافعیؒ نے احادیث کی کتابوں میں سے مؤطا امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ سے روایات لی ہیں۔اِس کے علاوہ کئی تفاسیر کو بھی زیرِ استعمال کیا ہے۔فقہ اور اُصولِ فقہ میں امام ابو حنیفہ،اما ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے علاوہ دوسرے فقہاء کی کتب کو بھی سامنے رکھا ہے۔اِس کے علاوہ امام اوزاعی کی السیر اور تاریخ واقدی کو بھی سامنے رکھا ہے۔

کتاب الاُم کی تالیف امام شافعیؒ کی ساری عمر کی کمائی ہے۔متعدد روایات کا تواتر یہ ثابت کرتا ہے کہ امام شافعیؒ نے کتاب الاُم کو دو مرحلوں میں تالیف کیا تھا۔ایک مرتبہ بغداد اور دوسری مرتبہ مصر میں تالیف کیا تھا اور بغداد میں اپنی تعلیم کی فراغت کے بعد سے لے کر مصر میں زندگی کے آخری ایام تک کا یہ کام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام شافعیؒ نے کتاب الاُم کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے جیسا کہ اِس بارے میں پیچھے بحث ہو چکی ہے اور اس کی دوسری جہت یہ ہے کہ امام شافعیؒ نے اپنی آخری کتاب میں صرف ایک قول قولِ جدید باقی رکھتے تھے اور جن سے اِنہوں نے رجوع کر لیا ہوتا وہ اس کو ذکر نہیں کرتے تھے لیکن کتاب الاُم میں کئی ایسے اقوال ملتے ہیں جو قولِ قدیم اور قولِ جدید سے ماوراء بھی ہیں۔ محققین نے ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت کی ہے کہ امام شافعیؒ کے ایک سے زیادہ اقوال کا اختیار اَصل میں کتاب و سنت و اجماع اور قیاس وغیرہ کے اختلاف پر ہوتا تھا۔[13]

اِسی اختلاف کی بناء پر امام شافعیؒ نے ایک کتاب بھی تصنیف کی جس کا نام "اختلاف الحدیث" تھا۔اِس میں رسول اللہ ﷺ کی سنت و احادیث میں اور قول و فعل میں آپ ﷺ کی تعلیم دکھانا تھا۔آپ ﷺ نے بہت سی عبادات اور معاملا

ت میں مختلف احادیث کو بیان فرمایا اوران پر عمل بھی کیا اور صحابہ کو بھی تعلیم دی اور اَصل میں اِن کا تعلق بھی ایک ہی تھا اور صحابہ اس کے پابند بھی رہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی زندگی میں اور خیر القرون کے بعد بھی اِن سنتوں پر عمل ہوتا رہا اور صحابہ کرامؓ کے شاگرد بھی اِن پر عمل کرتے رہے اور کتاب و سنت، اجماع و قیاس وغیرہ جیسے متفقہ مسائل پر سب کا اتفاق تھا۔ اُصول میں کوئی اختلاف نہیں تھا صرف فروع میں اختلاف ملتا ہے اور اس فروع میں شریعت نے اِس کو آسان بھی بنا رکھا ہے۔ اِسی بناء پر محدثین اور فقہاء کے طریقوں نے فقہ کے مکاتب پیدا کیے اور ہر ایک نے قرآن و حدیث مبارکہ کے ذریعے اتباع کی۔ لہٰذا احناف کا منبہ مسائل حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے تھا اور امام شافعیؒ کا منبہ مسائل ابن عباسؓ سے تھا اور امام مالکؒ کا منبہ مسائل حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تھا۔ اگرچہ یہ تمام ائمہ رحمھم اللہ تعالیٰ دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی مسائل اخذ کرتے تھے اور مختلف اقوال میں جو قول قرآن و سنت کے زیادہ قریب ہوتا اُس کو لے لیا جاتا اور امام شافعیؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ مجتہد مطلق اور مجتہد اور ماہر کو اس کا مجاز بناتے مگر یہ کہ مجتہد اپنے فکر اور مسلک کا اسیر ہے اِسی لیے وہ اپنی فکر کے مطابق کسی صحابی کے قول کو ترجیح دیتے اور ایسا تمام مکاتب شریعت کرتے تھے۔ کتاب الاُم کے تمام مباحث میں امام شافعیؒ نے دوسرے ائمہ کی طرح قرآن و حدیث مبارکہ اور آثار سے تشریح کر کے اپنی فکر کے مطابق مسائل مستنبط کیے ہیں اور دوسروں کا رد کیا ہے۔ اُن کا طریقہ یہ بھی تھا کہ بسا اوقات وہ اپنے بیان کردہ اُصول کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے جیسا کہ ثلاثۃ قروء کی تفسیر میں اُنہوں نے حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ کے قول کو اختیار کیا ہے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے بڑے صحابہ کرامؓ کے قول کو مسترد کیا ہے۔ اِسی طرح سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ کی جہری قراءۃ میں امام شافعیؒ نے اُن تمام مستند احادیث اخذ کرنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود صرف اِسی کو ترجیح دیتے ہیں جو اِن کے مسلک کے مطابق ہو۔

کتاب الاُم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ ایک مسئلہ پر تمام ضروری آیات اور احادیث کو جمع کرتی ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے اقوال کو بھی جمع کر دیتی ہے۔ اِسی وجہ سے وہ اسلام کے بنیادی تمام علوم کی قاموس بن جاتی ہے اور فروعی احکام کے اثبات کے لیے اُصول و مسائل کا ایک جامع دائرہ بن جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کی آراء اُس کو مزید خوبصورت کر دیتی ہے جو ایک جامع افکارِ اسلامی ہے۔ ظاہری شریعت پر تمام دین و فقہ کے احکام کی بناء، احادیث کا تواتر اور کتاب اللہ کا ہم پلہ ہونا تمام احادیث کا ایک شخص کی بساط علم و فہم سے باہر ہونا صحیح احادیث کا قرآن کے موافق ہونا اور صحابہ کرامؓ کے اختلاف میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرنا کتاب الاُم میں پایا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ تقلید کے بارے میں امام شافعیؒ نے اِس میں وہی مسلک بیان کیا ہے جو دوسرے فقہاء کا ہے یعنی نہ میری تقلید کرو نہ کسی اور کی تقلید کرو تقلید صرف کتاب و سنت کی کرو بلکہ ضروری بھی وہی ہے۔ اِسی طرح امام شافعیؒ دوسرے فقہاء کی طرح فرماتے تھے کہ اگر کسی کو میرا قول قرآن و حدیث کے خلاف ملے تو اِس کو زمین پے مار دو اور صرف صحیح حدیث کو اختیار کرو۔

کتاب و سنت کی بالادستی کا ہی یہ اثر ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور مجتہدین نے اپنے اساتذہ سے اختلاف کیا اور جس حکم کو اپنے فہم سے کتاب و سنت کے موافق پایا اُسی کو اختیار کر لیا۔ چاروں ائمہ کے تلامذہ نے اپنے شیوخ سے ایسا ہی کیا۔ امام

شافعیؒ نے کتاب الاُم کے مختلف ابواب میں کتاب وسنت کی بالادستی، ہمہ گیری اور کار فرمائی کا ایک نظام پیش کیا۔امام شافعیؒ کا ایک خصوصی امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ مجتہدین مطلق کے خاتم ہیں۔اِنہوں نے کتاب الاُم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین اور امام مالکؒ کے شاگردوں اور دوسرے ائمہ کے تمام علوم کو اکٹھا کر لیا اور ان تمام اُصول وکلیات پر اتفاق کیا اور ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ اِن احکام فروعیہ میں ہمیں رہنمائی کیسے ملے گی اور وہ اپنی رائے سے کس قدر مختلف ہے۔اِسی وجہ سے اُمت مسلمہ نے اِس بات پر اجماع کیا کہ یہ تینوں مسالک برحق ہیں اور کتاب وسنت کے مطابق ہیں اور کتاب الاُم اِسی کی ایک زندہ مثال ہے۔

امام شافعیؒ کا اختلافی مسائل میں منہج:

امام شافعیؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔اگر اختلافی صورت میں اختلاف جزوی ہو تو عام طور پر موضوع واستدلال کے بیان کے بعد فوراً اختلاف ذکر کر دیتے ہیں اور اپنے اُصول کی بناء پر جب حل تک پہنچ جائیں تو اُس کو ذکر کر دیتے ہیں اور اِس کے علاوہ بھی ہر بنیادی موضوع کے بعد ایک مستقل باب باندھتے ہیں اور اِس میں اِس اختلاف پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں اور اِس کے بعد مناقشہ بھی کرتے ہیں۔اِس طرح کی مثال کی سمجھنے کے لیے دیکھیں کتاب الاُم میں ولی کے بغیر نکاح کرنے کے بارے میں اور نکاح کی سنت کے بارے میں۔[14]

متفقہ مسائل اور اختلافی مسائل کا بیان

کتاب الاُم کے اندر امام شافعیؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بسا اوقات وہ دو مسئلوں کو ایک ہی ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔جب دونوں مسئلوں میں ظاہری طور پر اتفاق نظر آتا ہے لیکن موضوع اور حکم کے اعتبار سے دونوں مختلف ہوتے ہیں تو ایسے مسائل کو بیان کرنے کے بعد وہ ان دونوں میں فرق بھی واضح کر دیتے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے حدود کے مسائل کے اندر بیان کیا ہے۔[15]

کتاب الاُم کا اسلوب

کتاب الاُم میں بیان کردہ مسائل کا اسلوب بیان اور تحقیقی معیار

امام شافعی کی مجلس علم میں جہاں تاریخ ولغت کے پیاسے آکر سیرابی حاصل کرتے تھے، وہاں علم عروض واشعار پڑھنے کے لئے شعراء آپ کی محفل میں بیٹھ کر عرب کے مشہور شعراء کا کلام سیکھتے۔ان صفات اور خوبیوں کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو اچھی تحریر لکھنے کے وصف سے بھی نوازا ہوا تھا۔آپ کا اسلوب تحریر دلچسپ اور عام فہم ہوتا تھا۔بات کو واضح کرتے، اور سمجھانے کے لئے مثالیں دیتے۔جیسا کہ ہمیں کتاب الام کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ بات کو مدلل انداز سے لکھتے ہیں۔تو آپ کا تحقیقی معیار بھی قابل بھروسہ ہی نہیں بلکہ قابل یقین واعتماد ہے۔کیونکہ آپ اپنی تحریر وتصنیف کا بار بار جائزہ لیتے رہتے ہیں۔اس میں غور وفکر کرتے رہتے تھے۔اگر کبھی عرصہ کے بعد بھی کوئی کمزور پہلو ملتا۔یا کوئی ایسی دلیل آپ کے سامنے آتی جو پہلے آپ کے علم میں نہ تھی۔تو اس کو بنیاد بنا کر پھر دوبارہ پرکھتے اور اگر رائے اور نتیجہ اس کے علاوہ ظاہر

ہوتا تو اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لیتے، ایسے غور و فکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا تحقیقی معیار انتہائی اعلیٰ درجے کا ہے۔

امام شافعیؒ نے کتاب الام کی ترتیب میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ موجودہ دور کے جدید طریقہ سے بہت مماثلت رکھتا ہے اس کے علاوہ فقہی مسائل میں جو اسلوب اور تحقیقی معیار کو اپنایا ہے وہ کتاب الام کے اسلوب اور منہج میں سے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قرآنی آیات سے استنباط

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں کوئی مسئلہ پیش آیا تو سب سے پہلے قرآنی آیات سے اس کی دلیل پیش کی ہے اور آیات کا وہی جز نقل کرتے ہیں جو مسئلہ کے حل کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ کتاب صلوۃ العیدین کا آغاز ارشاد باری تعالیٰ:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کہ تم گنتی کے دن پورے کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو جس نے تمہیں ہدایت دی۔[16]

اس کے بعد فرماتے ہیں اور جب رمضان کا چاند دیکھ لیں، یا دو عام آدمی چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں پھر وہ روزے رکھیں تیس دن اور اگر ان پر چاند پوشیدہ ہو جائے تو وہ افطار کر لیں۔[17] پھر اسی مسئلہ کو مزید پختہ کرنے کے لئے حدیث سے استدلال کرتے ہیں چنانچہ اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ ولا تصوموا حتی تروہ ولا تفطر حتی تروہ۔

کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور تم افطار نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند نہ دیکھ لو۔[18]

پھر آگے مزید تحقیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چاند دیکھنے کی گواہی وہ عادل لوگوں کی ہوگی، کیوں کہ گواہی میں عادل لوگوں کا ہونا اللہ تعالیٰ نے شرط کیا ہے۔[19]

احادیث نبویہؐ سے استدلال:

کتاب الام میں امام شافعیؒ کو جب کسی مسئلہ کی دلیل قرآن سے نہیں ملتی تو آپ حتی الوسع حدیث متواترہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں ورنہ ایسی حدیث کو لیتے ہیں جو کم از کم متن اور سند کے اعتبار سے صحیح ہو۔ پھر اس حدیث کو دلیل بنا کر استنباط کرتے ہیں چنانچہ امام شافعیؒ کتاب الام کی فصل " الزینۃ للعید "عید کے دن زیب وزینت کو ثابت کوتے ہوئے آپؐ کی حدیث نقل کرتے ہیں" ان النبی کان یلبس بردھبرۃ فی کل عید "کہ آپؐ ہر عید کو زیب

وزینت والا جبہ پہنا کرتے تھے۔[20] پھر اس کے بعد مزید مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے ایک اور حدیث بیان کرتے ہیں ؛ کان النبی ﷺ یعتم فی کل عید [21]

اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ عید کے دن آدمی کو اچھے کپڑوں میں سے جو اچھا کپڑا پائے اس کو اپنالے اس طرح جمعہ اور لوگوں کی محافل وغیرہ کے لئے صاف ستھرا ہو کر جائے۔

امام شافعیؒ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اگر حدیث میں تعارض آجائے تو تعارض والی احادیث کو پیش کرتے ہیں اور مؤبانہ طریقے سے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں جس کی بنیاد پر انہوں نے حدیث کو ترک کیا ہوتا ہے اور اس کے بعد ترک کا سبب بھی بیان کرتے ہیں۔[22]

اصولی قواعد کے ساتھ مسائل کی تطبیق

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں ایک یہ بھی اسلوب اپنایا ہے کہ انہوں نے کتاب الام میں بیان کردہ مسائل میں اصولوں کو فقہ کے ساتھ تطبیق دی ہے اور مسائل مستنبط کرنے میں اصولی قواعد کا استعمال کیا ہے۔ امام شافعیؒ قرآن وحدیث کے دلائل کے بعد آخر میں اصولی قواعد کا استعمال کرتے ہیں جس سے اس اصول کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور فقہ واصول کا جوڑ واضح ہو جاتا ہے یہ اسلوب امام شافعیؒ کا نہایت ہی منفرد ہے۔ اس کی مثال کتاب صلوۃ العیدین کے اندر امام شافعیؒ چاند دیکھنے کے گواہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر چاند پوشیدہ ہو جائے تو تیس روزے پورے کرو، وگرنہ کوئی دو عادل آدمی عادل لوگوں کی جماعت میں سے گواہی دے دیں۔ آگے چل کر ایک اصولی قاعدہ ذکر کرتے ہیں کہ گواہی میں عادل آدمی ہونا اس لئے ضروری ہے کیوں کہ ایک اللہ نے گواہی کا قاعدہ بیان کر دیا ہے وہ "عدالت" ہے اگر عدالت نہ ہو گی تو گواہی معتبر نہ ہو گی۔ چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں "و شرط العدل فی الشھود"۔[23]

زیادہ معروف ہونے کی وجہ سے جو کام سنت شمار ہونے لگا اسکی وضاحت:

امام شافعیؒ کا مسائل کی تحقیق میں ایک طرز اسلوب یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کوئی کام سنت نہیں ہوتا لیکن تعامل الناس ہونے کی وجہ سے اس کو سنت شمار کیا جانے لگا ہو تو وہ ایسے مسائل کی طرف ضرور اشارہ کرتے ہیں اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہیں اور یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ یہ کام ہم کیوں اختیار کرتے ہیں؟ ہم اس کو پسندیدہ عمل کیوں سمجھتے ہیں؟ چاہے وہ کام صحابہ کرامؓ نے کیا ہو یا تابعین نے کیا ہو۔

جیسے اسکی مثال کتاب الام میں باب "الغسل للعیدین" میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیدین کے دن غسل کرنا ہم یہ سمجھ کر نہیں کرتے کہ یہ یقینا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کی سنت ہے اور نیک لوگوں کا کام ہے۔ پھر اس کے بعد ان صحابہ کرامؓ کا عمل ذکر کیا جو عیدین کے دن غسل کرتے تھے۔[24]

مسائل میں گنجائش کا اسلوب

امام شافعیؒ کا کتاب الام میں تحقیقی معیار کو پرکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی اپنایا ہے کہ جہاں کہیں بھی مسائل کے ذکر نے میں یا نہ کرنے میں کوئی حرج ہو تو اس کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں اور جہاں کرنے پسندیدگی ہو اور نہ کرنے میں کوئی حرج نہ ہو وہاں بھی اشارہ کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

جیسے "باب وقت الغدو الی العید ین "میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکلنے کے وقت کو بیان کیا۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے آپؐ کے عیدین کے اوقات کو بیان کرتے ہیں۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ عیدین کو نکلتے جب سورج پورا طلوع ہو جاتا۔[25] پھر اس کے بعد صحابہ کرامؓ کا عیدین کو نکلنے کا وقت کو بیان کیا۔ پھر اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "**کل ھذا واسع**" کہ ان تمام کی گنجائش ہے یعنی جس وقت بھی نکلا جائے۔ اور اس کے بعد اصل مقصد ذکر کرتے ہیں کہ اصل میں تو عید گاہ جانے کا مقصد نماز کو پالینا ہے اور آدمی اتنا وقت پہلے لازمی جائے کہ وہ نماز کو پالے۔[26]

فَلا بأس اور فلا شیء کا اسلوب

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں ایک طرز تحقیق یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں رسول اللہؐ کا عمل ذکر کیا گیا ہو اور آپؐ نے دائمی طور پر اس عمل کو کیا بھی ہو لیکن وہ عمل وجوب کے درجہ میں نہ ہو، تو اس کے بارے میں جو حکم ہوتا ہے تو امام شافعیؒ اس کو بیان کرتے ہیں کیوں کہ آپ کے نزدیک وہ عمل مستحب ہوتا ہے، تو لہذا ایسے مسائل میں عدم اختیار کی صورت میں وہ فَلا بأس اور فَلا شیءَ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں یعنی ان کو چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی گناہ اور کفارہ نہیں ہے۔

جیسے امام شافعیؒ نے ''الرکوب الی العیدین ''میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ کبھی بھی عیدین اور جنازہ کے لئے سوار ہو کر نہیں گئے۔ اب اس کے بعد امام شافعیؒ نے اپنے طرز استدلال کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ آدمی جنازہ اور عیدین کیلئے سوار ہو کر نہ جائے لیکن اگر کوئی چلنے سے قاصر ہے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی بغیر علت کے بھی سوار ہو کر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[27]

نصوص کے سمجھنے میں لغت کا استعمال :

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام شافعیؒ کو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کے لئے عربی زبان پر مکمل عبور تھا۔ کیوں کہ شرعی احکام کے استنباط میں عربی زبان میں مہارت فقہ کو صحیح مقام پر لے جاتی ہے چنانچہ امام شافعیؒ نے مسائل کو مستنبط کرنے میں کتاب الام میں کئی مقامات پر لغت سے کام لیا ہے اور پھر مختلف معانی کے ذریعے مسائل کا استنباط کیا ہے۔ جیسے "باب کراھیۃ الاستمطار باالانواء" میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنے سے منع فرمایا ہے کیوں کہ عرب کا محاورہ تھا کہ جب بارش ہوتی تو وہ کہتے "مطرنا بنو ء کذا وکذا" کہ

ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی۔ توامام شافعیؒ نے لغت کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ '' مطرنا بنوء کذا'' کا مطلب ''مطرنا وقت کذا'' ہے لہذا یہ ایسا ہوگا جیسے کوئی کہے ''مطرنا فی شھر کذا'' کہ ہم پر فلاں مہینے میں بارش ہوئی ہے تو یہ صحیح کفر نہ ہوگا۔اور پسندیدہ عمل میرے نزدیک یہ ہے کہ آدمی کہے ''مطرنا فی وقت کذا'' کہ ہم پر فلاں وقت میں بارش ہوئی ہے'' یہ کفر نہ ہوگا۔[28]

اسی طرح ایک اور جگہ ''باب الحکم فی الساحر والساحرۃ'' میں ذکر کرتے ہیں کہ آیا ساحر کو قتل کیا جائے گا یا نہیں ؟توامام شافعیؒ مختلف احادیث ذکر کرتے ہیں۔[29]

۱:۔ کہ حضرت عمرؓ نے خط لکھا کہ ہر ساحر اور ساحرہ کو قتل کردیا جائے۔[30]

۲:۔ کہ حضرت حفصہؓ نے اپنی باندی کو قتل کردیا تھا جو کہ ساحرہ تھی۔[31]

ان دونوں احادیث کو بیان کرنے کے بعد امام شافعیؒ ایک تیسری حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی باندی کو بیچ دیا تھا جو کہ ساحرہ تھی۔[32]

اس کے بعد امام شافعیؒ نے لبید بن اعصم کا ذکر کیا جنہوں نے آپؐ پر جادو کیا تھا۔ان تمام روایات کے بعد وہ''سحر'' کے معنی کی طرف آتے ہیں اور فرماتے ہیں''سحر'' کہ مختلف معانی کو شامل ہے سب سے پہلے ساحر کو کہا جائے گا کہ تو اپنا جادو بیان کر ا گر وہ جادو صریح کفر ہو تو اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ کرلے تو ٹھیک وگرنہ قتل کردیا جائے گا اور اگر اس کا سحر صریح کفر نہیں ہے اور اس سے لوگوں کو نقصان نہیں پہنچتا تو پھر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔[33]

اختلاف بیان کرتے وقت مخالف کا نام نہ لینا اور ادب واحترام :

امام شافعیؒ نے کتاب الام کے اندر ایک منفرد اسلوب یہ بھی اپنایا ہے کہ امام شافعیؒ جب کسی اختلافی مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں تو اپنے مخالف کی رائے کو پورے انصاف کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور ان کے استدلال اور آراء کو بیان کرتے وقت علمی امانت کا بھرپور خیال رکھتے ہیں ایسی بغض وحسد والی عبارتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور مخالف کا جواب دیتے ہیں ادب کا خیال رکھتے ہیں یعنی جواب دینے میں سختی استعمال نہیں کرتے اور اپنے مخالف تک کا نام بھی نہیں لیتے اور نہ ہی ان پر الزام تراشی کرتے ہیں۔

جیسا کہ ''کتاب الحکم فی المرتد وغیرہ'' میں مرتد کی سزا کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں'' کہ وقد خالفنا بعض الناس......'' الخ کہ بعض لوگوں نے ہماری مخالفت کی ہے تارک الصلوٰۃ کے بارے میں کہ جب اس کو نماز کا حکم دیا جائے گا اور وہ کہے کہ میں نہیں پڑھتا تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور بعض نے کہا کہ اس کو مارا جائے گا اور قید کیا جائیگا اور بعض نے کہا کہ نہ مارا جائے گا،نہ قتل کیا جائے گا،بلکہ وہ خود اپنی نماز کا امین ہے۔یہاں امام شافعیؒ نے چار مخالف کی آراء کو بیان کیا لیکن کسی کا نام تک نہ لیا اور بڑے ادب واحترام کے ساتھ گفتگو کی۔[34]

مناقشانہ اسلوب بیان و تحقیق

امام شافعیؒ نے کئی مقامات پر کتاب الام میں اس اسلوب کو اختیار کیا۔ امام صاحب نے مسئلہ کو بیان کر کے اور اپنے دلائل بیان کرنے کے بعد جب اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہو تو خود اس اعتراض کو نقل کرتے ہیں اور پھر دلیل کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہیں کسی مسئلہ کو مزید بہتر اور پختہ کرنے کے لئے وہ یہ اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ اس کی مثال جیسے المرتد عن الاسلام کے باب میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مرتد کی سزا یہ ہے کہ پہلے توبہ کروائی جائے گی اگر کر لیتا ہے تو ٹھیک و گرنہ قتل کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ حدیث شریف میں کفر بعد ایمان کی قید ہے۔ مطلب قید کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ یعنی امام شافعیؒ کے نزدیک قید نہیں کیا جائے گا توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک و گرنہ قتل کیا جائے گا۔ آگے اس کے بارے میں اختلاف کو بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ قید کرنے میں تین قول ہیں پھر انکی تفصیل ذکر کیں۔ پھر خود ان کا جواب دیتے ہیں پھر اپنی رائے پر اٹھنے والے اعتراضات فان قال قائل۔۔۔ الخ سے متواتر بیان کرتے ہیں اور سے ان کے جوابات بھی خود دیتے ہیں۔[35]

نصوص کا حکم ظاہراً اور معناً بیان کرنا:

امام شافعیؒ بعض اوقات دو مسئلوں کو ایک ہی ساتھ بیان کرتے ہیں جب کہ دونوں مسئلوں میں باہمی اتفاق نظر آتا ہے لیکن وہ حکم کے اعتبار سے ان میں فرق ہوتا ہے تو ایسے مسئلے کی طرف واضح دلیل کے ساتھ اس کو بیان کرتے ہیں۔ اس کی مثال جیسے المرتد عن الاسلام کے باب میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مرتد کی سزا قتل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کا خون تین وجہ سے حلال ہے پہلا یہ کہ ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا۔۔۔۔۔ الخ اس کے بعد امام شافعیؒ نے ایک اور حدیث کو بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے تو اسکی گردن مار دو۔ اس کے بعد امام شافعیؒ نے حدیث کے ظاہری حکم کو ترک کیا اور فرمایا کہ اس شخص کو قتل کیا جائے گا جو اسلام سے کفر کی طرف پھرے ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جائے جو کفر سے کفر کی طرف پھرے مطلب حدیث کے باطنی حکم یہاں مراد ہے نہ ظاہر۔[36]

مسائل کی تحقیق میں کئی اقوال پیش کرنا

امام شافعیؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب وہ کوئی مسئلہ بیان کرتے ہیں اور مسئلہ بھی ایسا ہو کہ جس میں اختلاف زیادہ پایا گیا ہو تو ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے وہ مختلف کے اقوال پیش کرتے ہیں پھر ان اقوال کا جواب بھی دیتے ہیں اور انکے اقوال کی دلیلیں بھی ذکر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اپنا قول دلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے اقوال ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ المرتد عن الاسلام کے باب میں مرتد کی سزا کے بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ فرمایا: وفی حسبه ثلاث قولان ۔۔ الخ اس کے بعد وہ تین اقوال مع دلیل بیان کرتے ہیں۔[37]

مناظرانہ اسلوب :

امام شافعیؒ کتاب الام کے مختلف مقامات پر مناظرانہ اسلوب کو اپنایا ہے اور اس اسلوب کو اپنانے کا طریقہ ان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے دوسرے فریق کا مسلک بیان کرتے ہیں پھر اس کے مسلک کے دلائل کو بیان کرتے ہیں اس کے

بعد وہ اس پر ہونے والے سوالات اور اعتراضات ذکر کرتے ہیں اور اعتراضات ذکر کرنے کے ساتھ ان کے جوابات بھی ذکر کرتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی امام شافعیؒ نے مناظرانہ اسلوب کو اپنایا ہے وہاں مناظرہ خاصی طویل بحث کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اس میں امام شافعیؒ کا انداز بیان یہ ہوتا ہے کہ وہ قال بعض الناس ---الخ سے دوسرے مسلک کی وضاحت کرتے ہیں اور بعد میں قلت له سے اس پر اعتراضات کرتے ہیں اور قلت سے ان اعتراضات کا رد کرکے جوابات دیتے ہیں اور قال سے مخالف کے جوابات ذکر کرتے ہیں۔ لیکن ان طویل مناظرات میں کہیں بھی کوئی تلخی، بے ادبی وغیرہ بالکل نہیں پائی جاتی بلکہ مخالف کا بڑا ادب واحترام پایا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جہاں بھی آپ مخالف کی دلیل کا جواب دینا چاہتے ہیں وہاں اپنے دلائل کو قرآن وحدیث کے مطابق رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ قول قرآن وحدیث کے مطابق نہ پایا گیا تو کوشش کرتے ہیں کہ ایسے قول کو اختیار کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ اقرب قرآن وسنت ہو۔ اس اسلوب کی مثال جیسے الخلاف فی المرتد کو شروع کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے سب سے پہلے مرتد کے بارے میں جو سزا مقرر کی گئی ہے اس کا ذکر کیا۔ سب سے پہلے آپ نے مخالف کی دلیل اور مسلک کو سامنے رکھا اس کے بعد ان کی دلیل پر جرح کی اور فرمایا کہ وہ حدیث اہل علم کے ہاں ضعیف ہے، پھر اس کے بعد صحیح حدیث کا ذکر کیا، پھر اس کے بعد قال اور قلت سے باقاعدہ مناظرہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔[38]

امام ربیع کا امام شافعیؒ کے اقوال کے ساتھ اپنا قول پیش کرنا :

جیسا کہ بندہ پہلے باب میں ذکر کر چکا ہے کہ امام شافعیؒ کی کتاب الام کو امام شافعیؒ کے شاگرد خاص امام ربیع نے املاء کیا۔ انہوں نے املاء کرتے وقت جہاں جہاں اپنے تفردات بیان کیے ان کا باقاعدہ کتاب الام میں اشارہ کیا۔ کتاب الام میں کئی مقامات ایسے ہیں کہ جہاں پر امام شافعیؒ کے اقوال کو نقل کیا گیا ہے ساتھ ساتھ ان کے دوسرے اقوال اسی مسئلہ کے مطابق امام ربیعؒ نے امام شافعیؒ کی جگہ نقل کیے ہیں، کیوں کہ کئی ایسے مسائل ہیں کہ جن میں امام شافعیؒ کے مختلف بہت سے اقوال تو ایسے ہیں جن سے امام شافعیؒ نے رجوع کر لیا تھا اور کئی ایسے ہیں جو مذہب قدیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

تحقیقی معیار کی ایک مثال المرتد عن الاسلام مرتد کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اسلام سے پھر گیا ہو اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ کرتا ہے تو ٹھیک وگرنہ قتل کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد جو اختلاف ہے اس کو ذکر کرنے کے بعد امام ربیعؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے دوسری جگہ پر فرمایا کہ مرتد کو قتل نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک نماز کا وقت گزر جائے پھر اس سے کہا جائے گا کہ اٹھو اور نماز پڑھو پس اگر وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔[39]

دوسرے ائمہ کا موقف بیان کرنے کے بعد اپنا موقف دلیل کے ساتھ بیان کرن:

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں کئی مقامات پر ایسے اسلوب کو اپنایا ہے کہ جہاں کسی مسئلہ میں اختلاف پایا جائے تو وہاں آپ دوسرے ائمہ کا مسلک مع دلیل ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اپنا مسلک مع دلیل ذکر کرکے قاری پر موازنہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ قاری کو پڑھنے کے ساتھ اندازہ ہو جاتا ہے کہ واضح مسلک کونسا ہے؟ اس کی مثال جیسے باب ماجاء فی غسل المیت ذکر کرنے کے بعد میت کے غسل دینے کا طریقہ ذکر کیا۔ آپ نے امام مالک کے مسلک اپنایا پھر اس کے بعد احادیث

کو بطور دلیل ذکر کیا۔اب جنہوں نے امام مالک کے غسل کے طریقہ پر اعتراض کیا تو آپ نے بہتر طریقہ سے اس کا جواب دیا اور اپنی پسند دیدہ رائے کا اظہار بھی کیا۔[40]

امام شافعیؒ کا مسائل بیان کرنے میں ترتیب زمانی، مکانی کا لحاظ رکھنا :

جن مسائل کا وقوع پہلے ہوتا ہے ان کو پہلے بیان کرتے ہیں اور جن مسائل کا وقوع بعد میں ہوتا ہے ان کو بعد میں بیان کرتے ہیں۔ جیسے امام شافعیؒ کتاب صلوٰۃ العیدین میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں پہلے روزے کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور بعد میں عید کے ثبوت کو پیش کرتے ہیں روزہ کا وقوع پہلے ہوتا ہے اور بعد میں عید کا وقوع ہوتا ہے۔

مسئلے کو ثابت کرنے سے پہلے آیت اور بعد میں احادیث کو پیش کرنا :

امام شافعیؒ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو بیان کرنے سے پہلے ان کا ثبوت قرآن سے پیش کرتے ہیں اگر قرآن میں ثبوت نہ ہو تو حدیث پیش کرتے ہیں اگر دونوں ثبوت ہوں تو پہلے قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں اور بعد میں حدیث کو لاتے ہیں جیسے کتاب صلوٰۃ العید ین کے اندر پہلے قرآن کی آیت کو ذکر کیا ولتکملو العدۃ ولتکبر وا اللہ علی ما ھداکم -----الخ۔[41]

اور بعد میں حدیث ذکر کی قال اللہ رسو ل اللہ ولاتصوموا حتیٰ تروہ ولا تفطروا حتیٰ تروہ۔[42]

امام شافعیؒ کا انفرادی طور پر احادیث سے مسائل کا اخذ کرنا

امام شافعیؒ جب کسی احادیث کے ذخیرہ کو بیان کرتے ہیں تو ایک ایک حدیث کے ذیل میں مسائل بھی ذکر کرتے جاتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا حدیث بیان کرنے کے بعد قال الشافعیؒ کے عنوان سے مسائل اخذ کرتے ہیں۔اس کے بعد پھر چند احادیث کو ذکر کیا اور جب نئے مسئلے کا استنباط ہو رہا تھا تو امام شافعیؒ نے قا ل الشافعی ؒ کے عنوان نئے مسئلہ کا استنباط کیا۔[43]

ان شاء اللہ تعالیٰ کا اسلوب

امام شافعیؒ جب مخالف کا جواب دینے لگتے ہیں تو اپنی بات کو بیان کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت حاصل کرنے کا اسلوب اپناتے ہیں۔

ایسے موقع پر وہ ان شاء اللہ کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں جیسے کتاب صلوٰۃ العید ین میں مخالف کی دلیل کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قیل له ان شا ء اللہ تعالیٰ : ان رسو ل اللہ سن صلوٰۃ العید طلوع الشمس۔[44]

کتاب الاُم کی خصوصیات:

امام شافعیؒ نے اِس کتاب کی ترتیب میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ طریقہ دور جدید سے مشابہت بھی رکھتا ہے۔اِس کے علاوہ انہوں نے جو فقہی منہج اختیار کیا ہے وہ کتاب الاُم کی خصوصیات میں سے ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

قرآنی آیات سے استنباط

امام شافعیؒ نے کتاب الاُم میں جب کسی فقہی مسئلہ کو موضوعِ بحث بنایا تو سب سے پہلے دلیل کے طور پر قرآنی آیت کو پیش کیا اور آیت کے اِسی جز کو نقل کیا جو اُس کے متعلق ہوتی ہے جیسے کتاب البیوع کے اندر فرمایا:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ ۔۔۔ بِكُمْ رَحِیْمًا"[45]

امام شافعیؒ آیت پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے اندر بیع کا ذکر کئی جگہ موجود ہے جو اِس کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور پھر آگے یہ بھی بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو دو سبب پر موقوف رکھا ہے۔ ۱۔ ہر وہ بیع جس میں جانبین کی رضامندی ہو ۲۔ ہر وہ بیع جائز ہے جس کی حرمت قرآن وحدیث سے منقول نہ ہو۔[46]

احادیث نبویہ ﷺ سے استدلال:

امام شافعیؒ کو جب کسی مسئلہ کی دلیل قرآن سے نہیں ملتی تو وہ احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور خبر متواتر پیش کرتے ہیں یا ایسی روایت پیش کرتے ہیں جو سند اور متن کے اعتبار سے ٹھیک ہو اور پھر اِس سے مسائل کے احکام مستنبط کرتے ہیں۔ اِس کی ایک مثال" الھدیة للوالی بسبب الولایة" میں امام صاحبؒ نے پیش کی ہے۔[47]

آثارِ صحابہؓ سے استدلال:

امام شافعیؒ کو جب کسی مسئلہ کی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ملتی تو آپ آثارِ صحابہؓ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ قول صحابی لاتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہ ہو اور اگر کوئی ایسا قول پیش آجائے جس میں صحابہ کا اختلاف ہو تو اُس میں اُس قول کو ترجیح دیتے ہیں جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو یا خلفاءِ راشدین میں سے ہو۔

لغت عرب سے استدلال:

امام شافعیؒ چونکہ عربی زبان کے ماہر تھے اور عربی زبان کو فقہ کے سمجھنے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت سے احکام مستنبط کرنے کے لیے عربی لغت پر مکمل اعتماد کرنے کے اعتبار سے امام شافعیؒ کو پہلا مقام حاصل تھا۔ اِس کی ایک مثال یہ ہے

"اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ ۔۔۔ تُحْشَرُوْنَ"[48]

اِس آیت میں امام شافعیؒ نے بحر کے متعلق استدلال کیا ہے کہ اِس کا اطلاق میٹھے پانی پر ہوگا اور محرم کے لیے نمکین اور کھارے پانی کی طرح میٹھے پانی کا شکار کرنا بھی جائز ہے اور دلیل کے طور پر:

"وَ مَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآىٕغٌ شَرَابُهٗ ۔۔۔ تَشْكُرُوْنَ "[49] کو پیش کیا ہے۔ اِس آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ میٹھے پانی کو بھی بحر کہہ سکتے ہیں۔[50]

معقول اور اِس کے ظاہر سے استدلال:

محققین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص محدود ہیں اور جتنے بھی مسائل پیش آتے ہیں وہ لا محدود ہیں اِس لیے ہر مسئلہ کا حل قرآن وسنت سے نکالنا یہ بہت محال ہے۔اِس لیے امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔"کہ ہر علم ایسا نہیں ہے کہ اِس کے بارے میں قرآن وسنت میں صراحت موجود ہو"۔[51]

اِس لیے جن مسائل کے بارے میں قرآن وسنت اور اجماع میں کوئی حکم موجود نہ ہو تو قیاس اور اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ایسے مسائل میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق قیاس کرلے اور امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الاُم میں ایسے طریقے کو کئی مقامات پر اپنایا ہے اس کی ایک مثال کہ حیض کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:۔"جب تم میں سے کسی کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اس کو کھرچ دو اور پھر اسے پانی سے دھو کر نماز پڑھ لو"۔[52]

اِس حدیث میں دھونے کی تعداد معلوم نہیں ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا قول "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا ....لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ "[53] میں غسل کا اطلاق ایک مرتبہ پر ہوتا ہے تو امام شافعیؒ نے اِس پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا کہ حیض کے خون کو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اور اسی طرح امام شافعیؒ کی دلیل عقلی سے بھی اِس کو تائید حاصل ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔"میں آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ لیتی تھی پھر آپ ﷺ نماز ادا کرلیتے تھے۔"[54] اور امام شافعیؒ نے بھی فرمایا کہ انسان میں اصل چیز طہارت ہے اور عقل اِس بات کو نہیں مانتی کہ انسانی تخلیق نجاست سے ہو۔[55]

اُصولی قاعدوں کے ساتھ مسائل کی تطبیق

امام شافعیؒ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے کتاب الاُم کے میں اُصول کو فقہ کے ساتھ تطبیق دی ہے اور حکم شرعی کے مستنبط کرنے میں اُصولی قواعد سے بڑی مدد لی ہے۔امام شافعیؒ قرآن وسنت کے دلائل کے بعد آخر میں حکم مستنبط کرنے میں اُصولی قواعد سے مدد حاصل کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ اور اُصول کا آپس میں کتنا تعلق ہے اور کتاب الاُم کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک فقیہ کے سامنے اَصل پر یا قاعدہ اُصولیہ پر حکم کی بناء کی کیفیت واضح ہو جاتی ہے اور یہ منہج واسلوب بہت مثالی منہج ہے جسے امام شافعیؒ کے بعد کئی ائمہ مجتہدین نے اختیار کیا ہے۔

فقہی قواعد کے ذریعہ مسائل کا استنباط:

کتاب الاُم کے اندر امام شافعیؒ باب کے آخر میں فقہی قواعد کو جب بیان کرتے ہیں تو باب کے تمام مسائل کا احاطہ کرلیتے ہیں۔ قاعدہ بیان کرنے کے بعد ان کی فروعات کو بیان کرتے ہیں جس پر یہ قاعدہ منطبق ہوتا ہے۔اِس کی کئی مثالیں کتاب الاُم کے اندر موجود ہیں جیسے "ہر وہ پانی پاک ہے کہ جس میں کوئی نجاست نہ ملی ہوئی ہو" اور ہر نجس حرام ہے"۔[56]

حاصل بحث

انسان کی زندگی کے تمام شعبوں کے اصول اور قانون ہوتے ہیں، تو ایک مسلمان کی اسلامی زندگی پر مشتمل اصول و قانون کی کتاب کو فقہ کی کتاب کہا جاتا ہے۔ان فقہی کتب میں سے جو قرن ثانی کے آخر میں مدون کی گئیں، ایک "کتاب الام" ہے۔جو امام شافعیؒ کی فقہ میں اہم تصنیف ہے۔جو فقہ شافعیؒ کی بنیادی کتاب ہے اور اس پر فقہ شافعی کا مدار اور بنیاد ہے۔قرن ثانی کے بعد آنے والے ادوار میں اس پر بہت کام ہوا۔اس کی تشریح اور وضاحت کی گئی، اس کی تنقیح کی گئی۔اس کی تحقیق و تخریج کی گئی، اس پر جو بھی کام ہوا وہ

عربی زبان میں کیا گیا۔اس لئے اردو زبان میں اس کی خصوصیات اور اسلوب و منہج کو واضح کیا گیا تاکہ جو لوگ عربی زبان کو نہیں جانتے تو انہیں یہ کتاب پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور وہ بھی اپنی زندگی کے لیے اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 امام شافعیؒ کا نام محمد، والد کا نام ادریس ہے۔ سلسلہ نسب اِس طرح ہے۔ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف، دسویں پشت میں اِن کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے (محمد بن احمد ذہبی، سیر اعلام النباء (بیروت: نواں ایڈیشن، س ن)، ۱۰/-۹۹۵۔

2 فقہ قرآن و حدیث سے ماخوذ وہ علم ہے کہ جسے دوسرے لفظوں میں انسانی زندگی کا قانون کہا جاسکتا ہے کہ انسان نے پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک زندگی کیسے گزارنی ہے؟ یہ علم فقہ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ فقہ مسلمانوں کے بنیادی علوم میں سے ہے۔ ہر مسلمان یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کا تعلق خواہ انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے، عبادات یا معاملات ہوں تو وہ ان کو اسوہ حسنہ کی روشنی میں سرانجام دے اور انسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسی راہ کی پیروی کی جائے جو کہ برحق ہو اور وہ ہادی برحق نبی پاک ﷺ کی ذات ہیں۔ اسی علم کی جمع و تدوین کے لئے مسلمانوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ انہوں نے احادیث کے ذخیرہ کو جمع کیا اور قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کر کے ان مسائل کو ہمارے سامنے پیش کیا جس کی صراحت قرآن و حدیث میں موجود نہ تھی۔

3 کتاب الام جس طرح نام سے ظاہر ہے کہ "الام" بمعنی مجموعہ ہے کتاب الام کا نام "الام" اس لئے رکھا گیا ہے کہ امام شافعی نے بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں اور ان کو الام کے اندر شامل کیا ہے ان میں سے کچھ کتابیں اصول کی تھیں اور بعض فروع سے متعلق تھیں اور کتاب الام کا کافی کتابوں کا مجموعہ ہونا اسکو فہرست ابن عدیم میں بھی بیان کیا گیا ہے اور امام بیہقی نے اپنی کتاب "مناقب الشافعی" کے اندر یہ بات لکھی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی کتاب توالی التاسیس کے اندر یہ دعوی کیا ہے۔ البتہ عراقی تصانیف اور مذہب قدیم کے نام سے جو کتابیں معروف ہیں وہ اس کے اندر نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان کتب کی تعداد ۱۴۵ بتائی ہے۔

4 عسقلانی، احمد بن حجر۔ توالی التاسیس لمعالی محمد ابن ادریس: تحقیق ابوالفداء عبداللہ قاضی (بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ)، ۷۸۔

Asqalani, Ahmad bin Hajar, Tawali al Tasis by His Excellency Muhammad Ibn Idris(Research by Abu al-Fida Abd Allah Qazi (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiya 1406 AH),78.

5 حمید اللہ، ڈاکٹر۔ محاکمہ برابن اسحاق (لاہور: نقوش رسول، ۱۹۸۵ء)، ۲۲۔

Hamidullah, Dr. Hakama Barabin Ishaq (Lahore: Naqsh Rasool, 1985)22.

6 محمد ابوزہرہ، آثار الامام الشافعیؒ (بیروت: دارالفکر، س ن)، ۳۱۷-۳۲۲۔

Muhammad Abu Zahra, The Works of Imam al-Shafi'i (Beirut: Dar al-Fikr, 2011)317-322

7 ایضاً: ۳۱۷-۳۲۲۔

Ibid,317-322.

8 ایضاً: ۵۱-۵۴۔

Ibid,,51-54.

9ایضاً:،۳۱۷-۳۲۲۔

Ibid,317-322,

10ایضاً:،۳۰۷۔

Ibid:307.

11ایضاً:،-۷۲۔۷۳۔

Ibid:72-73.

12ایضاً:-۳۱۰-۳۱۵۔

Ibid:310-315.

13شافعی، کتاب الام،۴۸۶۔

Shafi, Kitab al-Umm,486.

14ایضاً:۷۸/۱۱۔

Ibid: 11/78

15ایضاً:،۳۹۰/۱۳۔

Ibid: 13/390

16 البقرۃ:۱۸۵ ۔

Al-Baqarah:185.

17 شافعی، کتاب الام، ۴۸۱/۲ ۔

Shafi, Kitab al-Umm,2/481.

18 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (ریاض: مکتبہ دار السلام، ۱۹۹۸ء) ۳۲/۲ ۔

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i Al-Sahih (Riyadh: Dar al-Salam, 1998)2/32.

19 شافعی، کتاب الام، ۴۸۱/۲ ۔

Shafi, Kitab al-Umm,2/481.

20 ہمام، عبد الرزاق بن ابو بکر۔ المصنف (بیروت: توزیع المکتب الاسلامی، ۱۹۸۳ء)، ۳۰۲/۲ ۔

Humam, Abd al-Razzaq bin Abu Bakr, Al-Musnaf (Beirut: Tozai al-Muktab al-Islami, 1983),2/302.

21 شافعی، کتاب الام، ۴۹۳/۲ ۔

Ibid: 2/493.

22 ایضاً:۲/ ۴۸۱۔

Ibid:2/481.

23 ایضاً:۲/ ۴۸۸-۴۸۹۔

Ibid:2/488-489.

24 بیہقی، احمد بن حسین ابی بکر۔ معرفۃ السنن والآثار (القاہرہ: دار الواعی، ۱۹۹۱ء)، ۳/ ۳۳۔

Bahiqi, Ahmad bin Husain Abi Bakr, , Marift suninwl Aasar (Cairo: Dar al-Wa'i, 1991).3/33.

25 شافعی، کتاب الام، ۴۹۰/۲ ۔

Shafi, Kitab al-Umm,2/490.

26 بیہقی، معرفۃ السنن والآثار، ۳/ ۳۳-۳۲۔

Bahiqi, Ahmad bin Husain Abi Bakr, Marift suninwl Aasar,3/33-32.

27 شافعی، کتاب الام، ۲/ ۵۵۱۔

Shafi, Kitab al-Umm,2/551

28 ایضاً: ۱/۲ ۵۵۔

Ibid:1/552

29 ایضاً: ۵/۲ ۵۴۔

Ibid:5/542

30 ابوداؤد، سلمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد (حمص: ۱۳۹۱ھ) ۱/۳ ۴۳۔

Abu Dawud, Salman bin Al-Asha'ath, Sunan Abi Dawud (Homs: 1391 AH),1/433.

31 مالک بن انس، موطا امام مالک (بیروت: دار الفکر لبنان، ۱۴۰۹ھ) ۱/۲ ۸۷۔

Malik Ibn Anas, Muta Imam Malik (Beirut: Dar al-Fikr Lebanon, 1409 AH)1/872.

32 شافعی، کتاب الام، ۲/۷ ۵٦۔

Shafi, Kitab al-Umm,7/562

33 ایضاً: ۲/۵٦٦

Ibid: 2/566.

34 ایضاً: ۲/۵۸۸۔

Ibid: 2/588.

35 ایضاً: ۲/ ۵٦۴۔

Ibid: 2/564.

36 ایضاً: ۲/ ۵٦۴۔

Ibid: 2/564.

37 ایضاً: ۲/ ۵۸۹۔

Ibid: 2/589.

38 ایضاً: ۲/ ۵۸۰۔

Ibid: 2/580.

39 ایضاً: ۵۸۸۔

Ibid: 2/588.

40 ایضاً: ۲/ ۵۸۹۔

Ibid: 2/859.

41 البقرۃ: ۱۸۵۔

Al-Baqarah:185.

42 حجاج بن مسلم، صحیح مسلم (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء) ۲/ ۷۶۴۔

Hajjaj bin Muslim, Sahih Muslim (Beirut: Darul Kitab Ulamiyyah, 1991)2/764.

43 شافعی، کتاب الام، ۲/ ۴۸۱۔

Shafi, Kitab al-Umm,2/481.

44 ایضاً:، ۲/ ۴۸۲۔

Ibid: 2/482.

45 النساء: ۲۹۔

An-Nisaa:29.

46 شافعی، کتاب الام، ۶/ ۶-۷۔

Shafi, Kitab al-Umm,6/6-7.

47 ایضاً:، ۳/۲۱۳۔

Ibid: 3/213.

48 المائدہ: ۹۶۔

Al-Maidh:96.

49 فاطر: ۱۲۔

Fatir:12.

50 شافعی، کتاب الام، ۵/۲۹۱۔

Shafi, Kitab al-Umm,5/291.

51 ایضاً:، ۱/۲۱۔

Ibid: 1/21.

52 بخاری، الجامع الصحیح، ۱/ ۳۰۷۔

Bukhari, Al-Jama'i Al-Sahih,1/307.

53 المائدہ: ۶۔

Al-Maidh: 6.

54 مسلم، صحیح مسلم، ۲/۶۶۹۔

Muslim, Sahih Muslim,2/669.

55 شافعی، کتاب الام، ۱/۲۲۱۔

Shafi, Kitab al-Umm,1/221.

56 ایضاً: ۱/۸۔

Ibid: 1/8.